روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد [illegible] | جمعرات ۹ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ ۱۹ تبوک ۱۳۷۰ہش ۱۹ ستمبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۱۰

سب سے زیادہ خوشی کا موقع

"مجھے سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب کوئی بہو ملاقات کے دوران اپنی ساس کا ذکر کرتی ہے تو محبت سے اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ جرمنی میں ملاقاتوں کے دوران بھی ایک بہو ملی تو اس سے میں نے پوچھا تمہاری ساس کا کیا حال ہے؟ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے... محبت کی وجہ سے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے میں سے کمزور اور کچے لوگوں پر رحم کریں۔ ان کی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ان پر سختی نہ کریں اور کسی کے ساتھ بداخلاقی سے پیش نہ آئیں، بلکہ ان کو سمجھائیں۔ دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی بعض منافق آکر مل جاتے تھے پر حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے، چنانچہ عبداللہ ابن اُبی بن سلول نے کہا تھا کہ غالب لوگ ذلیل لوگوں کو یہاں سے نکال دیں گے، چنانچہ سورۂ منافقون میں درج ہے اور اس سے مراد اسکی یہ تھی کہ کفار مسلمانوں کو نکال دیں گے اسکے مرنے پر حضرت رسول کریم نے اپنا کرتہ اس کے لئے دیا تھا"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۵۲)

درخواست دعا

مکرم سید احمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ میں ۱۷ اگست کو کراچی گیا ۲۶ کو واپسی کی سلیپر میں ٹکٹیں ریزرو کرائیں۔ اچانک ۲۱ اگست کو میرے دائیں پہلو میں درد شدید شروع ہو گیا سینہ اور کمر پر آبلے نکل آئے دوائی سے اگلی طرف کے آبلے ٹھیک ہو گئے مگر کمر کے نہ ٹھیک ہونے سے نہ رات کو درد کی وجہ سے سو سکتا نہ دن کو۔ سپر ایکسپریس کی ٹکٹیں واپس کرنی پڑیں۔ ۴ ستمبر کو اپنی بیٹی کے ہمراہ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز سات بجے صبح سے پہلے فیصل آباد کو روانہ ہوا کہ جہاز میں سوا سات بجے بیہوش ہو گیا۔ میری بچی نے کس طرح جہاز سے اُتر کر ایمبولینس کا انتظام کیا جہاز سے کیونکر اسٹریچر پر لٹا کر اتارا۔ ربوہ سے کیسے گاڑی منگوائی اور الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں کیونکر پہنچایا۔ یہ مجھے معلوم نہیں کیونکہ ساڑھے دس بجے صبح الائیڈ ہسپتال میں مجھے ہوش آئی جہاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ڈاکٹروں نے بڑی محبت سے مجھے دیکھا اور بتایا کہ ہارٹ اٹیک نہیں ہے۔ تب دفتر کی گاڑی میں سوا بارہ بجے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں لا کر داخل کیا جہاں تین دن کے بعد یہی معلوم ہوا کہ ہارٹ اٹیک نہیں۔ اب آپ گھر پر درد کا علاج کرا سکتے ہیں۔ چنانچہ ہسپتال سے تو گھر آگیا ہوں مگر پہلو کی درد سے سویا نہیں جاتا۔ کمزوری بہت ہو گئی ہے چلنا پھرنا مشکل ہے۔ ڈاکٹری ہدایت آرام اور علاج کی ہے۔ احباب کرام میری صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

ولادت:۔ مکرم سید ظہور احمد شاہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ میرے بھائی عزیزم سید امتیاز حسین صاحب آف سادات ٹینٹ سروس ربوہ کو

باقی صفحہ ۸ پر

ہدایات دینے کے بعد عمل کی بھی نگرانی کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

"حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ ہمیشہ ہر حکم دینے کے بعد دوبارہ سنتے تھے۔ اور سننے کے بعد اگر اس کو ضرورت پڑتی تھی تو پھر دوبارہ بتاتے تھے اور پھر سنتے تھے۔ جب تک آپ کی یہ تسلی نہیں ہو جاتی تھی کہ سننے والے نے بات سمجھ لی ہے اس وقت تک آپ کو رخصت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سارے انتظامات میں خرابی کا باعث اس سنت سے غفلت بنتی ہے یعنی جو کارکن اس سنت کو نہیں اپناتے وہ ایک پیغام دے دیتے ہیں اور پھر بے فکر ہو کر غافل ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی نتیجہ نہ نکلے یا غلط نتیجہ نکلے اور ہم پوچھیں تو وہ کہتے ہیں کہ جی! ہم نے تو بتا دیا تھا اس کو۔ جب اس کو جس کا جو بھی نام ہو اس کو بلایا جاتا ہے کہ جی نہیں بتا دیا تھا اور پھر تم نے یہ حرکت کی تو وہ کہے گا۔ جی! مجھے انہوں نے یہ نہیں بتایا تھا۔ یہ بتایا تھا۔ اب اس میں جھوٹ سچ کا سوال نہیں ہے۔ سننے کے انداز مختلف ہیں۔ بتانے کے انداز مختلف ہیں۔ جب تک دونوں کا مزاج ہم آہنگ نہ ہو جائے اور یہ بات اچھی طرح واضح نہ ہو جائے کہ جو کہا گیا تھا وہ سمجھا بھی گیا ہے کہ نہیں۔ اس وقت تک دونوں میں سے کسی کا بھی قصور قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ دونوں کا قصور ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ذمہ داری سنانے والے پر ڈالی ہے۔ اسی لئے اپنی خدا کے حضور اسی رنگ میں ذمہ داری دیکھتے رہے اور یہ آپ کی عظمت کا وہ راز ہے جو شخص کسی کی جواب طلبی کرنے والا ہو اگر وہ اپنی جواب دہی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور اس فکر میں غلطاں نہیں رہتا تو وہ حقیقت میں جواب طلبی کی بھی اہلیت نہیں پاتا۔ اور اس کے نظام میں ایسی خرابیاں لازماً ہوں گی جس کے نتیجے میں جو بات اس کے سپرد کی گئی ہے آگے صحیح رنگ میں پہنچے گی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق تھا کہ بات بیان فرماتے۔ پھر یہ بھی فرمایا کرتے کہ جو حاضر ہے وہ غائب تک یہ بات پہنچائے اور پھر خود آخری عمر میں سب سے بڑے مجمع میں مخاطب کرکے، جو حجۃ الوداع کا موقع تھا اس وقت آپ نے فرمایا کہ بتاؤ، گواہی دو کہ خدا نے جو مجھے پیغام دیا تھا میں نے تم تک

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۹ تبوک ۱۳۷۰ ہش ۱۹ ستمبر ۱۹۹۱ء

کامیابی کا گُر

سیدنا حضرت فضلِ عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ فرماتے ہیں:۔

"دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں تمہاری نسبت محبت اور رحم پیدا کرے اور تمہاری باتوں میں تاثیر دے اور تمہارے کاموں میں برکت دے اور سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اپنی محبت پیدا کرے۔ اتنی محبت پیدا کرے کہ اس کے بعد وہ تمہاری باتوں کو ردّ نہ کر سکے بلکہ تمہاری دُعائیں قبول کرنے لگ جائے یہی گُر ہے تمہاری کامیابی کا۔ اس کے سوا اور کوئی گُر نہیں۔"

عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں لوگوں کی کیا پرواہ ہے۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہی ٹھیک ہے لوگ پسند کرتے ہیں تو کریں اور نہیں کرتے تو نہ کریں۔ اپنے کام کے درست ہونے پر یقین کا تو یہ بے شک ایک ثبوت ہے لیکن کیا اچھا کام کرنے والا یہ پسند نہیں کرے گا کہ لوگ بھی اسے اچھا کہیں۔ اچھا نہ بھی کہیں تو شاید اسے کوئی فرق نہ پڑے۔ لیکن ان دونوں باتوں میں سے کونسی اچھی ہے۔ لوگ اس کے کام کو اچھا کہیں یا اس سے گریز کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اچھا کام اپنی ذات میں بھی اچھا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں قبولیت پیدا کر دے تو اچھا کام نہ صرف اچھا ہو گا بلکہ کرنے والے کو طمانیت مہیا کرے گا اور مزید اچھا کام کرنے پر اسے اُکسائے گا اور جراُت دلائے گا۔

اور یہ بات حاصل ہوتی ہے۔ انسان اچھا کام بھی کرے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کرے کہ اس کے اچھے کام کو قبولیت سے نوازے۔ خود بھی اسے قبول فرمائے اور لوگوں کے دلوں میں بھی قبولیت پیدا فرمائے۔ یہی قبولیت محبت بھی پیدا کرتی ہے اور رحم کا جذبہ بھی۔ اور دعا نہ صرف یہ کی جائے کہ لوگوں کے دلوں میں قبولیت پیدا ہو بلکہ یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت آپ کے دل میں پیدا کرے۔ اسی دعا کی قبولیت سے اللہ تعالیٰ آپ کی باتیں مانے گا۔ اور آپ کی دعاؤں کو قبول کرے گا۔ گویا یہ ایک دائرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ آپ کو اپنی محبت عطا کرے۔ اور اس محبت کے نتیجہ میں آپ کی دُعائیں قبول ہوں اور ان دعاؤں کے نتیجہ میں لوگوں میں آپ کو مقبولیت حاصل ہو۔

کسی کا کام بھی کر دو تو کیا بُرائی ہے
مگر جو کام ہے اپنا اُسے ضرور کرو
خدا نے تم کو عطا کی ہے تندرستی تو
کرو وقارِ عمل سُستیوں کو دُور کرو

——— ابوالاقبال

خزاں کی شدت سے حوصلے کو بلند سے بھی بلند تر کر
بہار آ کر نہ جا سکے گی بہار کو اپنا ہمسفر کر

سفر کے کٹنے سے میری سوچوں کی کیفیت اب بدل رہی ہے
تمہارے دل تک پہنچ ہی جاؤں گا اپنے دل سے کبھی گزر کر

جُھکا ہُوا ہے جو میرا پلڑا یہ کونسا ہے مجھے بتا دے
حساب مجھ ناتواں کا لے مگر ذرا سی تو درگزر کر

مری محبت نے مجھکو مجبور کر دیا ہے سپردگی پر
مگر زمانہ سمجھ رہا ہے کہ میں جُھکا ہوں کسی سے ڈر کر

کسی کے کہنے سے جی رہے تھے تو تھی ہر اک بات اک معمّہ
بہت سی باتیں سمجھ میں آئیں نسیم اپنی خوشی سے مر کر

وفا کا بدلہ جفا کی صورت میں مل رہا ہے تو پھر ہُوا کیا
یہ داستاں ہے بہت پرانی جو ہو سکے اس کو مختصر کر

دھکیل دیتے ہیں وہ تلاطم میں یہ نئی بات تو نہیں ہے
ڈبو سکے گا نہ تجھکو دشمن اسے دکھا دے ذرا اُبھر کر

مری عداوت پہ تُلنے والوں کو ہاتھ اُٹھا کر دُعائیں دیجیے
کہ میرا کردار سامنے آ رہا ہے آپ اور بھی نکھر کر

جو چاہتے تھے ہمارا شیرازہ منتشر ہو کے ٹوٹ جائے
اُنہیں کو اب دائیں بائیں دیکھو کہ رہ گئے کس طرح بکھر کر

تری نگاہوں میں خار پھولوں سے بھی جو بہتر ہوں تو دیکھ لینا
خزاں بھی آئے گی گلستاں میں تو آئے گی خوب بن سنور کر

نسیم سیفی

اپنی زبان میں دُعا

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے سوال ہوا کہ آیا نماز میں اپنی زبان میں دُعا مانگنا جائز ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا: "سب زبانیں خدا نے بنائی ہیں۔ چاہیئے کہ اپنی زبان میں جس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ نماز کے اندر دعائیں مانگے، کیونکہ اُس کا اثر دل پر پڑتا ہے تا کہ عاجزی اور خشوع پیدا ہو۔ کلام الٰہی کو ضرور عربی میں پڑھو اور اس کے معنی یاد رکھو اور دُعا بیشک اپنی زبان میں مانگو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاکستانی تناظر

ایر مارشل (ریٹائرڈ) ظفر چوہدری انگلستان سے شائع ہونے والے دی ریویو آف ریلیجنز کے جون ۱۹۹۱ء کے شمارے میں وزیر اعظم پاکستان کی اس تقریر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو انہوں نے اپنے عزائم اور اپنے اغراض و مقاصد کے سلسلے میں پارلیمنٹ میں کی تھی کہتے ہیں کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ تمام باتیں قابل تعریف ہیں اور ہر شخص چاہے گا کہ یہ جس طرح کہی گئی ہیں اسی طرح وقوع پذیر بھی ہو جائیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے سربراہان حکومت نے ایسی ہی باتیں کہی ہیں لیکن ان تمام باتوں میں سے شاید ہی کسی بات پر عمل درآمد کیا گیا ہو اور چونکہ ماضی لوگوں کے سامنے ہے اس لئے اگر موجودہ وزیر اعظم کی باتوں پر زیادہ اعتبار نہ کریں یا ان کے محسوسات انہیں ان کے ساتھ چلنے پر آمادہ نہ کریں تو یہ کوئی عجیب بات نہ ہو گی۔ یہ لوگ تو صرف کام ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں صرف الفاظ سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔

محترم ظفر چوہدری مزید کہتے ہیں کہ ہم جس قسم کی دلدل میں پھنس چکے ہیں اس میں سے نکلنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کوئی جلیبو کی طرف سے پاس کیا گیا قانون بلکہ شریعت بل بھی ان حالات کو پوری طرح درست نہیں کر سکتے۔ ہم جس طرح نیچے کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں اب بظاہر اس کا کوئی علاج نظر نہیں آتا۔ یہاں ہم بعض اہم باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ اور جنہیں جرأت اور قوت ارادی کے ساتھ زیر عمل لانا ضروری ہے۔ جب تک یہ باتیں نہ کر لی جائیں ہم ایسے معاشرے کی بنیاد نہیں رکھ سکتے۔ جو برابری، انصاف برداشت اور ایک دوسرے کے احترام پر مبنی ہو۔ یہ وہ باتیں ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے مذہب کا نچوڑ ہیں۔

ظفر چوہدری کہتے ہیں کہ ہم یہاں صرف چند ایک باتوں کی طرف ہی اشارہ کر سکتے ہیں اس وقت جو تشدد کی لہر اٹھی ہوئی ہے اور جس طرح ہر مقام پر لاقانونیت کا دور دورہ ہے اس میں مبالغے کی کوئی گنجائش نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض علاقوں میں مجرم حکومت سے بھی زیادہ مؤثر ہیں۔ اگر ایسا ہی رہا تو وہ دن دور نہیں جب صوبائی اور وفاقی حکومت کو انہیں بجٹ میں ایسی رقوم رکھنی پڑیں گی جو تاوان کے طور پر اغوا کرنے والوں کو دینی پڑیں۔ اگر ریاست شہریوں کی حفاظت نہیں کر سکتی تو کم از کم وہ اتنا تو کرے کہ جو لوگ ان حالات سے متاثر ہوتے ہیں ان کے نان نفقہ کی ذمہ داری لے اور جب ان کو تاوان دے کر چھڑانا پڑے تو تاوان کی رقم خود ادا کرے۔ اگر ہم قانون کو لاگو کرنے میں ناکام رہے تو باقی سب باتیں جو ہم کرنی چاہتے ہیں وہ کسی صورت نہیں کر پائیں گے۔ نہ ہماری جانیں محفوظ ہوں گی اور نہ ہماری جائیدادیں اور جو لوگ باہر سے یہاں آتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو محفوظ نہیں پائیں گے۔

سب سے زیادہ ضرورت اس وقت امن و امان کی طرف توجہ دینے کی ہے اس میں کیا شک ہے کہ امن و امان کو تباہ کرنے میں سب سے زیادہ غیر قانونی اسلحے کا ہاتھ ہے۔ اور اس بات کا بھی کہ پولیس مؤثر طریق پر کچھ کر نہیں پاتی۔ یہ کہا گیا ہے کہ پندرہ دن میں تمام لوگ غیر قانونی اسلحہ حکومت کے پاس واپس جمع کرا دیں اور ان پندرہ دنوں کے بعد فوج سے کہا جائے کہ وہ تلاشی لے کر جن لوگوں کے پاس ایسا اسلحہ موجود ہو ان کے متعلق کارروائی کرے۔ یہ بات افغانی باشندوں کے متعلق بھی ویسی ہی لاگو کرنی چاہئے جیسی کہ پاکستانی باشندوں کے متعلق ہو اور جو لوگ مجرم پائے جائیں انہیں قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔ اسی طرح یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ فوج سے کہا جائے کہ وہ ڈاکوؤں کے اڈوں پر چھاپہ مارے اور تمام علاقے جو اس قسم کے مسائل سے اٹے پڑے ہیں خاص طور پر سندھ کا اندرونی حصہ وہاں خصوصی توجہ دی جائے۔ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ پاکستانی فوج جو اپنے کام میں خاص ماہر ہے۔ یہ کام آسانی سے اور سرعت سے ساتھ کر سکتی ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ کام کرنے کے لئے انہیں آزادی دی جائے یہ نہ ہو کہ کچھ لوگ خاص طور پر حکومت سے تعلق رکھنے والے ان کی راہ میں روک بن جائیں۔

جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے ہر قسم کی ترقی کے لئے اس کی ضرورت ہے اور اسے ترجیحی طور پر حکومت کے پروگرام میں شامل کیا جانا چاہیئے۔ اگر دنیا کی دیگر اقوام کی طرف دیکھا جائے تو یہ معلوم کرنا مشکل نہ ہو گا۔ کہ صرف ان قوموں نے ترقی کی ہے جنہوں نے تعلیم کی طرف پوری توجہ دی ہے خاص طور پر سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم میں ہمیں چاہیئے کہ ہم ان مضامین کی تعلیم کے لئے ضروری رقوم مہیا کریں اگر ہم ایسا نہ کر سکیں تو ہم یقیناً اپنی خود اعتمادی کھو بیٹھیں گے۔ یہ بات بھی ظاہر و باہر ہے کہ اس وقت جو نظام کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں اور جس طرح تشدد کا دور دورہ ہے خاص طور پر سکولوں اور کالجوں میں جس کی وجہ سے تعلیم کا معیار بھی گر رہا ہے اس کا کسی حد تک الزام سیاسی جماعتوں کو بھی اپنے سر لینا چاہیئے۔ تمام سیاسی جماعتوں کو یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ وہ اپنے نوجوانوں کے الگ دھڑے نہیں بنائیں گے۔ اور وہ طلباء کو سیاسی اغراض کے لئے استعمال نہیں کریں گے۔ جہاں تک طلباء یونین کا تعلق ہے انہیں اپنی تعلیمی تفریحی، سماجی اور اخلاقی کارکردگی سے تعلق ہونا چاہیئے اگر کوئی طلباء یونین سیاسی امور میں حصہ لے تو اسے فوری طور پر ختم کر دینا چاہیئے بلکہ ان کا طالب علم سٹیٹس بھی ختم کیا جانا چاہیئے۔ ان طلباء کو جو تشدد میں حصہ لیتے ہیں مثالی سزائیں ملنی چاہئیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیم کے گرتے ہوئے معیار کو سنبھالا دیا جائے۔ اگرچہ اب فوج کے ذمے یونیورسٹیوں کا ڈسپلن لگا دیا جاتا ہے لیکن یہ محض ایک عارضی کام ہے۔ حقیقت میں کالج کی انتظامیہ ہی کو ان خرابیوں کے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے پولیس افسر ایسے بھی ہیں جو باضمیر ہیں دیانت دار ہیں اور کام پوری تندہی کے ساتھ سرانجام دیتے لیکن ہم پولیس کی خامیوں کو نظر انداز بھی نہیں کر سکتے۔ بجائے اس کے کہ یہ لوگوں کے جائز حقوق کے محافظ ثابت ہوں عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ ظلم کا ہتھیار بن جاتے ہیں ان کے ذریعے تشدد بھی ہوتا ہے کرپشن بھی۔ اور خوف کی فضا بھی پیدا کی جاتی ہے بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ پولیس کی جب تک نئی تنظیم نہ ہو بہتری کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس سلسلے میں پانی سر سے گزر چکا ہے اور جب تک موجودہ فورس کو برطرف کر کے ایک نئی اور بہتر فورس کا قیام نہ کیا جائے جو لوگوں کے حقوق کی محافظ ہو اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اور اگر واقعی ایسا کر ہی دیا جائے تو یہ لازمی ہو گا کہ پولیس کو خاص خود اختیاری دی جائے تاکہ وہ غیر صحت مندانہ خیال رکھنے والے سیاسی لوگوں کے ہتھے نہ چڑھ سکے اور وہ ان سے اپنی من مانی نہ کروا سکیں۔

ظفر چوہدری کہتے ہیں کہ ہماری شرح پیدائش دنیا میں تقریباً سب سے زیادہ ہے اور ہماری فی کس آمدنی سب سے کم یا سب سے کم آمدنی والے ملکوں میں ہم شمار ہوتے ہیں اور ان دونوں باتوں کے لئے ہمیں خاص طور پر کوشش کرنی ہو گی۔ اگر ہم نے اس سلسلے میں جلد جلد قدم نہ اٹھائے۔ تو وہ تمام باتیں جو ہم اپنی ترقی و بہبود کے لئے کرتے ہیں بے معنی ہو جائیں گی۔ اگر ہم نے اتنی تیزی سے دوڑنا ہے کہ ایک ہی جگہ پر کھڑے رہیں تو یقیناً ہم آگے کی طرف نہیں بڑھ سکتے۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے جرأت مندانہ اور عملی اقدام کی ضرورت ہے۔ اور یہ اقدام چھوٹے سے چھوٹے سرکل سے شروع کرنا چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم صرف اخبارات میں اور ٹیلیویژن پر اشتہار دے کر ہی خوش ہو جائیں۔ ان باتوں کے متعلق آج ہی کارروائی شروع کی جانی چاہیئے۔ اس کے لئے ہمیں کسی کل کا انتظار کرنا مناسب نہیں۔

جہاں تک بددیانتی کا سوال ہے یہ ہمارے اخلاقی تانے بانے کو تباہ کر رہی ہے۔ جس قدر ملک میں بددیانتی بڑھ گئی ہے اور لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ شاید ہی کوئی فرد ایسا ہو جو یہ دعویٰ کر سکے کہ اس نے کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی طرح کی بددیانتی نہیں کی اگرچہ پاکستان، اسلامک ریپبلک آف پاکستان کے نام سے جانا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود یہ خرابی یہاں اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ معاشرے کو اسلامی بنانے کی کوششوں میں بددیانتی کم کی جا رہی ہے۔ لیکن ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی۔ یہ

باقی صفحہ [illegible] پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

فوٹوگرافک جرنلزم بھی عجیب چیز ہے فوٹو مختلف مواقع کے حاصل کر کے ان پر ایک چھوٹا سا مضمون لکھیے اور خاصی رقم حاصل کر لیجئے بڑے بڑے اخبار تو صرف مضمون کی بھی اجرت دیتے ہیں لیکن اگر ان مضامین کے ساتھ لکھنے والے نے خود تصویریں لے کر شامل کی ہوں تو ان کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور خاصی رقم کمائی جا سکتی ہے۔ ہمارے ایک جرمن احمدی دوست ناصر نکولسکی نائیجیریا تشریف لائے۔ یہ صاحب مختلف ممالک کا دورہ کر رہے تھے اور غرض ان کی احمدیہ مشنوں کے احباب سے ملاقات بھی تھی، اور تصاویر لے کر انہیں مضامین میں جوڑ کر بعض بڑے بڑے اخبارات کو مہیا کرنا بھی۔ کہنے لگے کہ ترکی میں ایک مسجد کی تصویر لینی تھی۔ مسجد خاصی اہم ہے اس لئے کہ اس میں چھت میں سوراخوں کے ذریعے ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ سارا دن مسجد کے اندر روشنی رہتی ہے۔ سورج کہیں ہو، دن کا کوئی وقت ہو، سورج کی روشنی مسجد کے اندر جھلکتی رہتی ہے۔ میں نے اس مسجد کی تصویر لینی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ میں ساری رات اس انتظار میں رہا کہ صبح کی پہلی کرن کی روشنی اس مسجد کے اندر پہنچے تو میں اس کی تصویر لوں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ساری رات جاگتے رہنے کے بعد جب سورج طلوع ہونے کا وقت آیا تو میں اپنا کیمرہ سنبھال کر بیٹھ گیا اور جونہی سورج کی پہلی کرن مسجد کے اندر پہنچی میں نے اس کے اندر کے حصے کی تصویر لے لی اور اس کے ساتھ مساجد کے متعلق ایک مضمون لکھ کر اخبارات کو بھیج دیا اور مجھے اس مضمون کی ایک خاصی بڑی رقم مل گئی۔

نائیجیریا میں آپ آئے تو آپ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ جرمنی سے متعلق اور اس کے ساتھ ہی اپنے فن کے متعلق سکولوں میں تقاریر کرنا چاہیں گے۔ چنانچہ میں نے بعض سکولوں میں اس کا انتظام کر دیا اور انہوں نے بلیک بورڈ رکھ کر اس پر بعض فقرات لکھے۔ بعض تصاویر بنائیں اور جرمنی کے متعلق اور اپنے فن کے متعلق طلباء کو معلومات بہم پہنچائیں۔ چونکہ یہ میرے ساتھ ہی مشن ہاؤس میں رہتے تھے۔ اس لئے انہیں بیت الاحمدیہ میں باقاعدگی کے ساتھ نماز ادا کرنے کا موقعہ ملتا تھا۔ ان دنوں ہم نے اپنے اخبار "دی ٹروتھ" کے متعلق یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ جس روز جمعہ کے روز اخبار شائع ہونا ہوتا تھا اس سے ایک روز پہلے شام کے وقت بیت الاحمدیہ میں اخبار فولڈ کیا جاتا تھا۔ ایک تو فولڈ جلدی ہو جاتا تھا اور دوسرے یہ کہ احباب کی اخبار میں دلچسپی بڑھتی تھی اور سب مل جل کر اسے فولڈ کرتے تھے چنانچہ یہ تصویر جو اس وقت میرے سامنے ہے اس میں مکرم ناصر نکولسکی بھی اخبار فولڈ کر رہے ہیں۔ ایک اخبار ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اسے فولڈ کر کے پریس کر رہے ہیں۔ ان کے پاس ہی ایک اور دوست مسٹر ٹامسن بیٹھے ہیں ان کے ہاتھ میں بھی اخبارات ہیں اور وہ فولڈ کر کے ایک جگہ انہیں اکٹھے کر رہے ہیں دوسری طرف مسٹر ایم۔ او۔ انی بابا اور ان کے ساتھ مسٹر حمزہ اکنو۔ ویسے تو اس وقت بیت الاحمدیہ میں خاصی تعداد میں دوست موجود تھے اور سب کے سب پرچہ فولڈ کر رہے تھے۔ لیکن یہ تصویر ایک کونے کی لی گئی اور اس لئے اس میں صرف دو چار دوست نظر آ رہے ہیں۔ مسٹر ناصر نکولسکی چونکہ خود جرنلسٹ تھے۔ انہیں ہمارے اس ہفتہ وار اخبار ٹروتھ کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی اور انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ بھی کبھی کسی ملک کی کسی عمارت کی تصویر لے کر اور اس کے ساتھ مضمون تحریر کر کے ہمارے اخبار کو بھیجیں گے۔

آپ کئی دن مشن ہاؤس میں قیام پذیر رہے اور اس کے بعد نائیجیریا کی مختلف جماعتوں کے احباب سے ملاقات کے لئے آپ دورے پر تشریف لے گئے۔ لیگوس سے ایک احمدی دوست کو ان کے ساتھ بھیجا گیا اور واپس آ کر انہوں نے نہایت دلچسپ اور ایمان افروز روداد سنائی۔

سکولوں میں لیکچر دیتے وقت آپ اس روانی سے بات کرتے تھے کہ صاف معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اپنے موضوع پر خاصا عبور حاصل ہے۔

مجھے بھی فوٹوگرافی کا شوق ہے ایک دن ہم دونوں مشن ہاؤس میں بیٹھے فوٹوگرافی کی ہی باتیں کر رہے تھے کہ میری ایک فلم جو ڈولپ کروانے کے لئے انگلستان بھیجی گئی تھی، واپس آئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ جب آپ کوئی فلم دھلواتے ہیں تو اوسطاً کتنی تصاویر درست آتی ہیں۔ کہنے لگے فلم تو آپ کو پتہ ہے نا چھتیس کی ہوتی ہے۔ اس میں سے اگر چھبیس چھبیس تصاویر ٹھیک ہوں تو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ میں نے اپنا فلم پیکٹ ان کے سامنے رکھ دیا اور انہوں نے صحیح تصویروں کو گننا شروع کیا۔ فلم تو چھتیس کی ہوتی ہے لیکن اس میں سے ۲۷ تصاویر نکلیں جو سب کی سب ٹھیک تھیں۔

یہ بات میں نے اس لئے نہیں کہی کہ اس میں میرا کوئی کمال ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مجھ جیسے امیچیور بڑا سوچ سمجھ کے تصویر لیتے ہیں لیکن ناصر نکولسکی جیسے فوٹوگرافر جرنلسٹ تصویریں لیتے ہی چلے جاتے ہیں اور ان میں سے بعض یقیناً صاف اور قابل قبول نہیں ہوتیں۔ یہ ان کے فن میں خامی کا نتیجہ نہیں بلکہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ وہ جلد جلد اور بہت زیادہ تصاویر لیتے ہیں۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ لائف ٹائم کے ایک فوٹوگرافر "ڈیوڈ ڈنکن" نائیجیریا تشریف لائے تو انہوں نے جمعہ کے روز بیت الاحمدیہ میں تصاویر لیں۔ چند ایک تصاویر میرے دفتر کی بھی لیں لیکن یوں سمجھئے کہ تھوڑی دیر ہی میں جو انہوں نے تصاویر لیں ان کی تعداد ۱۴۸ تھی اور جب وہ لائف میں چھپنے کے لئے دی گئیں تو ان میں سے تین تصاویر منتخب کی گئیں۔ گویا کہ یہ لوگ تصاویر لیتے ہی چلے جاتے ہیں اور پھر ان میں سے انتخاب کیا جاتا ہے کہ کون کون سی تصاویر اشاعت پذیر ہو سکتی ہیں۔ مسٹر ناصر نکولسکی نے یقیناً نائیجیریا کے مختلف مناظر کی بھی تصاویر لی ہوں گی۔ اور ان تصاویر پر مبنی مضامین اخبارات کو ارسال کئے ہوں گے۔ لیکن مجھے ان مضامین کو دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ احمدیہ جماعت جرمنی کے دوستوں نے یقیناً وہ اخبارات دیکھی ہوں گی جن میں یہ مضامین شائع ہوئے ہیں۔

مسٹر ناصر نکولسکی کی ایک اور تصویر بھی اس وقت میرے سامنے ہے۔ انہوں نے اپنا کیمرہ کندھے پر لٹکایا ہوا ہے اور ان کے سامنے نائیجیرین براڈ کاسٹنگ سٹیشن کے مسٹر اشولا کھڑے ہیں اور آپ سے انٹرویو لے رہے ہیں۔ اس انٹرویو میں احمدیہ جماعت کے متعلق بہت سی باتیں کہی گئیں جرمنی کے حالات بیان کئے گئے اور انہوں نے اپنے پیشے کے متعلق بھی نہایت دلچسپ باتیں بیان کیں۔ مسٹر اشولا نائیجیرین براڈ کاسٹنگ کے ایک بہت نمایاں کارکن تھے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی فٹ بال کے میچز پر کمنٹری تھی۔ جب وہ کمنٹری کرتے تو یوں محسوس ہوتا کہ سننے والا فٹ بال کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا ہے جیسے کہ وہ خود بھی کھیل میں شامل ہو۔ اور جب گول ہوتا تو نہایت پر لطف انداز میں مسٹر اشولا کہتے اور یہ گول ہے اور یہ گول ہے حتیٰ کہ عام طور پر وہ اسی فقرے سے پہچانے جاتے تھے۔ گویا کہ ان کا شخص "اور یہ گول ہے" بن کر رہ گیا۔ مسٹر ناصر نکولسکی نے مسٹر اشولا کو بہت متاثر کیا۔ اور اس لئے یہ انٹرویو عام انٹرویوز سے خاصا لمبا ہو گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ مسٹر اشولا اس انٹرویو کو ختم ہی نہیں کرنا چاہتے۔ ان کا دل چاہتا کہ مسٹر ناصر نکولسکی باتیں کرتے رہیں اور وہ ان باتوں کو اپنے براڈ کاسٹنگ سٹیشن کے لئے ریکارڈ کرتے چلے جائیں۔

مسٹر ناصر نکولسکی کے ساتھ جتنے دن گذرے وہ نہایت دلچسپ تھے۔ ساری دنیا کی باتیں ہوئیں جہاں جہاں وہ گھومے اور جس جس طرح انہوں نے تصاویر لیں اور مضامین لکھے۔ اور جن جن اخبارات میں ان کے مضامین چھپے اور جو جو رقوم ان مضامین کے عوض میں انہیں ملیں ان سب باتوں کا تذکرہ رہا اور وہ اس لئے کہ ادھر بھی ایک جزوی جرنلسٹ تھا اور ادھر بھی ایک جرنلسٹ یعنی ایک طرف "دی ٹروتھ" کا ایڈیٹر جسے میں جزوی جرنلسٹ اس لئے کہتا ہوں کہ اس کا اصل کام تو مربی کا کام تھا اور دوسری طرف ناصر نکولسکی جیسا دنیا گھوما ہوا جرنلسٹ ان کی یادیں ہمیشہ تازہ رہتی ہیں۔

مسٹر حمزہ اکنو سلسلہ کے ایک ماہر تعلیم استاد تھے۔ نوجوانی سے آپ نے احمدیہ جماعت کے سکولوں میں تعلیم دینا شروع کی اور آخری ایک دو سال جو علالت میں گزرے، کے علاوہ ساری ہی زندگی سکولوں میں گذار دی۔ حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب نے شروع شروع میں غانا میں سکولوں کا آغاز کیا تو مسٹر حمزہ اکنو بہت کام آئے جہاں نیا سکول کھولنا ہوتا تھا۔ مسٹر حمزہ اکنو کو بھیج دیا جاتا وہ سکول کھولتے اور کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد واپس اپنے پہلے سکول میں آ جاتے۔ تھے تو نائیجیرین لیکن ایک لمبے عرصے تک آپ نے گھانا کے احمدیہ سکولوں میں خدمات سرانجام دیں۔ جب ۱۹۴۹ء میں نائیجیریا میں احمدیہ جماعت نے پہلا سکول کھولا تو مسٹر حمزہ اکنو غانا سے نائیجیریا تشریف لے آئے اور یہاں پر فضل عمر احمدیہ سکول کے سپرد اپنی خدمات کر دیں مطالعے کا انتہائی شوق تھا اور انہیں کسی وقت بھی بغیر کتاب کے نہیں دیکھا گیا۔ دنیا بھر کی جو کتاب ان کے ہاتھ لگتی (انگریزی زبان میں) اس کا وہ مطالعہ کر چھوڑتے تھے۔

مسٹر ایم۔ او۔ انی بابا جماعت کے ان افراد میں سے تھے جن کی انگریزی کو خوب سراہا جاتا تھا۔ آپ متعدد مواقع پر انگریزی جاننے کی وجہ سے سلسلہ کے بہت کام آئے پیشہ کے لحاظ سے ڈرافٹس مین تھے۔ چنانچہ جب ٹروتھ اخبار جاری کیا گیا تو اس کی پیشانی آپ نے بنائی۔ اور وہ پیشانی ایک لمبے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات

عرب ریاستوں کا معاہدہ سے انکار

(امریکہ کی پریشانی)

خلیج کی جنگ کے بعد سے اب تک امریکہ اس بات میں کوشاں رہا ہے کہ اس علاقے کی ساری ریاستیں اس کے ساتھ ایک معاہدہ کریں تاکہ انہیں کسی ناروا کارروائی سے بچایا جا سکے جسطرح کویت پر حملہ ہو گیا تھا اور عراق نے قبضہ کر لیا تھا۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے امریکہ نے اس علاقے کی تمام ریاستوں۔ بحرین، کویت، اومان، قطر اور سعودی عرب۔ کے علاوہ متحدہ عرب امارات کو بھی یہ یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ ان کی حفاظت کے لئے یہ معاہدہ نہایت ضروری ہے۔ اور اس عرصے میں امریکہ کے وزیر دفاع ڈک چینی بھی ایک دفعہ ان تمام عرب ممالک کا دورہ کر چکے ہیں۔ لیکن نہ اس دورے سے نہ عام طور پر سمجھانے بجھانے سے امریکہ کو کوئی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ان تمام ریاستوں میں سے صرف کویت نے حامی بھری ہے کہ اسکے ہاں امریکہ کا فوجی اسلحہ بھی جمع کیا جاتا رہے اور تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد ان دونوں کی متحدہ فوجی مشقیں بھی ہوتی رہیں۔ لیکن باقی تمام ریاستوں نے اس خیال کو مسترد کر دیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس علاقے میں ان کا حقیقی دشمن اسرائیل ہے اور امریکہ اسرائیل کی پشت پر ہے اور ہر موقعہ پر اور ہر معاملے میں اسکی حمایت کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اگرچہ دفاع کے لحاظ سے ان ریاستوں کے حالات بدلے تو نہیں لیکن اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ پہلے سے زیادہ ایک دوسرے کے قریب آ گئی ہیں۔ جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے وہ صرف کویت کی گڈ وِل ہی کا خواہاں نہیں ہے بلکہ وہ ساری ریاستوں سے مل کر ایک معاہدہ کرنا چاہتا ہے۔ کویت کے متعلق اس کا یہ خیال ہے کہ یہ عراق سے بہت قریب اور فوجی طور پر مقابلتاً بہت کمزور ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ وہاں پر فوجی اسلحہ جمع کیا جائے۔ پنٹاگون کو یہ ڈر ہے کہ اگر عراق نے دوبارہ کویت پر حملہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ وہاں پر امریکی سازو سامان جو اس سکیم کے ماتحت رکھا جائے وہ بھی اسکے قبضہ میں آ جائے اور اتنی جلدی اسکے قبضہ میں آ جائے کہ امریکہ کی فوجیں اسکے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکیں۔ کویت کے علاوہ جس ملک نے اسلحہ اپنے ہاں جمع کرنے کی حامی بھری ہے وہ سعودی عرب ہے۔ لیکن سعودی عرب کے ساتھ تیل کے معاملہ میں تعلقات زیادہ بہتر نہیں رہے۔ واشنگٹن پوسٹ نے غیر معلوم ذرائع کے واسطے سے کہا ہے کہ ریاض اور واشنگٹن آپس میں جھگڑ پڑے ہیں۔ اور جھگڑا اس بات کا ہے کہ جو سامان وہاں رکھا جائے گا۔ اسے کنٹرول کون کرے گا۔ اگرچہ پنٹاگون کو ساری صورت حال کا علم ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ اس راز کو راز رکھنے پر تلا ہوا ہے۔ اور وہ کسی کو یہ بتانا نہیں چاہتا کہ سعودی عرب کے ساتھ کسطرح بات آگے بڑھی ہے۔ کویت کے علاوہ باقی تمام ریاستیں نارمل حالات پر آ گئی ہیں اور جسطرح جنگ سے پہلے ان کی گذر بسر ہوتی تھی اسی طرح اب پھر انہوں نے شروع کر دی ہے۔

آسمانوں کی طرف

آج سے دو سال پہلے جب روسی فوجیں افغانستان سے واپس گئی تھیں اس وقت سے لے کر اب تک افغانستان کے باشندے سوویٹ یونین سے آنے والی اشیاء پر گذارہ کر رہے ہیں اور چونکہ یہ تمام اشیاء ہوائی جہازوں کے ذریعہ آتی ہیں۔ اس لئے ان اشیاء کے انتظار کے وقت کو آسمانوں کی طرف دیکھنے سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اب آسمانوں کی طرف دیکھنے کی ایک اور وجہ بھی پیدا ہو گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ جب سوویٹ یونین میں حکومت کا تین روز کے لئے تختہ الٹ دیا گیا تھا اس وقت افغانستان میں متعین سوویٹ یونین کے سفیر بورس ٹاشٹوکوف BORIS TASH TUKHOV جو سوویٹ یونین میں چھٹی منا رہے تھے اور اب تک انہیں واپس آ جانا چاہئے تھا لیکن وہ ابھی واپس نہیں آئے اور ان کے واپس آنے کے ساتھ شہریوں کی بہت سی امیدیں وابستہ ہیں کہا جاتا ہے کہ افغانستان کے دارالخلافہ میں سیاسی طور پر یہ بات مبہم نظر آ رہی ہے اور ایسے موقعے پر اس بات کی سخت ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ سوویٹ یونین کا سفیر واپس آئے اور وہاں سے کوئی پیغام لائے۔ اگرچہ اس بات کا امکان کم ہے کیونکہ اب سوویٹ یونین کے حالات ایسے ہیں کہ اسی مضبوطی کے ساتھ افغانستان پر قبضہ نہیں جمائے رکھ سکتا جس طرح پہلے وہ کر سکتا تھا۔ افغانستان کی حکومت سوویٹ یونین کی پشت پناہی سے چل رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ حکومت اور بیرونی ممالک کے سفیر سب کے سب اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ حکومت کے عہدیداروں نے یہ عندیہ دیا ہے کہ جو جہاز خوراک لے کر آیا کرتے تھے وہ اب یا آ نہیں رہے یا ان میں بہت کمی ہو گئی ہے کیونکہ سوویٹ یونین کے خود اپنے حالات خاصے ابتر ہو چکے ہیں۔ سوویٹ سفارت کاروں نے کہا ہے کہ جو جہاز کابل آتے ہیں ان میں گندم لدی ہوتی ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ بجائے اس کے یہ گندم سوویٹ یونین سے آئے یہ دراصل ہندوستان سے آتی ہے۔ ہندوستانی سفارت خانے نے اس بات کی توثیق کر دی ہے کہ گذشتہ ایک ماہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ اور یہ [illegible] بھی اس لئے پوری طرح سے تسلی بخش نہیں ہے کہ اس کی رقم ادا کرنا آسان نہیں۔ جب کسی سفارتکار سے پوچھا گیا کہ آپ کے خیال میں یہ جہاز سوویٹ یونین سے آتے ہیں یا کسی اور جگہ سے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ بات تو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر سوویٹ یونین سے آتے ہیں تو لوگ خود دیکھ سکتے ہیں کہ ایسا ہوتا ہے۔ اگر وہاں سے نہیں آتے تو یہ بات بھی دیکھنے میں آ سکتی ہے۔

خلیجی ریاستوں کی امداد

گذشتہ بدھ کے روز (۱۱ ستمبر ۱۹۹۱ء) بتایا گیا ہے کہ خلیج کی اتحادی کونسل اس بات پر اتفاق نہیں کر سکی کہ جو عرب ریاستیں جنگ سے متاثر ہوئی ہیں۔ ان کو کس قدر اقتصادی امداد دی جانی چاہئے سعودی عرب، کویت، قطر، بحرین، اومان اور متحدہ عرب امارات اپنے اجلاس میں یہ فیصلہ کرنا چاہتے تھے کہ اقتصادی امداد کس طرح تقسیم کی جائے۔ لیکن تھوڑی سی بحث کے بعد ان کا اجلاس ختم ہو گیا کیونکہ ان ریاستوں میں سے ایک ریاست نے امدادی رقوم دینے کے متعلق کھل کر اظہار نہیں کیا۔ یعنی اس ریاست کے خیال میں اس طرح امدادی رقوم دینے کا کوئی فائدہ نہیں اگرچہ یہ نہیں بتایا گیا کہ ان چھ ریاستوں میں سے وہ کون سی ریاست تھی جس نے اس پروگرام میں پوری طرح حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ البتہ اس بات پر ان چھ عرب ریاستوں کے وزرائے مال نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ آئندہ نومبر میں پھر گفت و شنید کے لئے ایک اجلاس بلائیں گے اور اس وقت پھر ایک دفعہ یہ بات سوچی جائے گی کہ ضرورت مند عرب ریاستوں کو ۱۰ سے ۱۵ بلین ڈالر کے اندر اندر جو مدد دی جا سکتی ہے وہ کس طرح اور کب دی جائے۔ یہ خیال کہ خلیج کی جنگ میں امریکہ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے والی عرب ریاستوں کو ان کی ضرورت کے مطابق امداد دی جائے اس وقت سامنے آیا تھا جب گذشتہ دسمبر میں سربراہان ریاست نے اس سلسلے میں گفت و شنید کی تھی۔ کہتے ہیں کہ ان وزرائے خارجہ نے اس بات پر بھی اتفاق نہیں کیا کہ خلیج کی کونسل ایک کامن مارکیٹ کا قیام عمل میں لائے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ریاستوں میں ابھی تک یہ احساس پیدا نہیں ہوا کہ ان کی اجتماعی قوت ہی ان کی حفاظت کی ضمانت دے سکتی ہے۔ انہیں اقتصادی طور پر اور ریاستی طور پر شاید سیاسی طور پر تو نہیں کہا جا سکتا۔ اپنی کوششوں کو مجتمع کرنے کی مساعی میں مصروف رہنا چاہئے۔

احباب کرام سے گذارش ہے کہ یاد رفتگاں کے مضامین کو مختصر رکھیں اور ایسے امور شامل کریں جو دوسروں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں تاکہ دنیا میں نیکی پھیلے اور وفات یافتہ جن کا ذکر مقصود ہو انہیں ثواب ملے اور ان کے درجات بلند ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر الدین احمد سامی

بزمِ شعر و ادب برطانیہ کی سالانہ تقریب

بزم شعر و ادب آج سے پانچ سال قبل مکرم بشیر احمد صاحب رفیق نے قائم کی ہے۔ بزم کے اب تک چار سالانہ بین الاقوامی مشاعرے منعقد ہو چکے ہیں۔ ادبی محفلیں سال بھر ہوتی رہتی ہیں۔ جس میں برطانیہ کے ممتاز ادیب اور شاعر اپنے رشحاتِ قلم پیش کرتے ہیں۔ پچھلے سال کے سالانہ بین الاقوامی مشاعرہ کے مہمان خصوصی جناب نسیم سیفی صاحب تھے۔

امسال اس بزم کے تحت ۱۹ ر اگست ۱۹۹۱ء کو ایک محفل مشاعرہ منعقد ہوئی جو اس بزم کی سالانہ تقریب تھی۔ پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب سابق پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ اس محفل کے مہمان خصوصی تھے۔ مکرم بشیر احمد صاحب رفیق بانی صدر مجلس شعر و ادب نے آغاز میں پروفیسر صاحب کا تعارف پیش کیا۔ اور انگلستان کے ایک بزرگ شاعر جناب فاروق صاحب کو دعوت دی کہ وہ اپنا کلام پیش کریں۔ اس کے بعد دیوان سنگھ دیوانہ نے اپنا کلام پیش کیا۔ ترک نژاد افضل جو ترکی تخلص کرتے ہیں۔ انہوں نے کلام پیش کیا۔

ہوتے ہیں شبِ ہجر میری آنکھ میں آنسو
جب چرخ کے دامن میں ستارے نہیں ہوتے

اس کے بعد جناب غلام دستگیر نے اپنا کلام پیش کیا۔ اس کے بعد ظفر محمود صاحب ظفر آئے۔

نہ جانے کس نے ڈسا ہے یہاں بہاروں کو
کہ پھول کھلتے ہیں اب تو وہاں خزاں کے لئے

فاروق حسن کا ایک شعر

چشم دنیا نے ہزاروں بار دیکھا انقلاب
ہو گئے اللہ والے کامیاب و کامراں

جناب رحمت قرلی کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

ہم اہلِ محبت ہوئے برباد زیادہ
کر بیٹھے تھے دل میں تجھے آباد زیادہ

اس کے بعد مکرم بشیر احمد رفیق نے پروفیسر محمد علی صاحب سے درخواست کی کہ اپنا کلام پیش فرمائیں ان کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کوئی چہرہ نہیں لگتا چہرہ
آئینہ ٹوٹ گیا لگتا ہے
پھر پھرا کے وہیں آ جاتا ہے
وقت گنبد کی صدا لگتا ہے
تو اگر بول رہا ہو پیارے
کوئی بولے تو برا لگتا ہے

مجھ کو میر سے رُوبرو نہ کرنا
اتنا تو بے آبرو نہ کرنا
معلوم ہیں اس کو راز سارے
دیوار سے گفتگو نہ کرنا
آنسو ہوں اگر تجھے میسّر
پانی سے کبھی وضو نہ کرنا

ان کے بعد حکیم غلام نبی آئے۔

سمجھئے اسے اپنا گھر ہی سمجھئے
میرا دل ہے غیر کا گھر نہیں ہے

ان کے بعد سید الیاس ناصر دہلوی تشریف لائے۔

ہمارا کام محبت ہے اور محبت میں
نفع کا سوچنا سب سے بڑا خسارہ ہے

اس کے بعد بلبل کشمیری صاحب تشریف لائے۔ جناب سلطان الحسن فاروقی کا ایک شعر۔

جب خوشی قریب آئے ہے
درد آئینہ دکھائے ہے۔

جناب اطہر راز کی آزاد نظم یوں تھی۔
"ہر اک شے سے انا الحق کی آ رہی ہے صدا!....
حیات و موت کے اندر کوئی تضاد نہیں ....."

بالآخر برطانیہ کے جانے پہچانے ہر دل عزیز شاعر جناب عقیل دانش لب کشا ہوئے۔

خود کو کیسے نہ رکھوں حامل اشعار ابھی
لوگ کتنے ہیں مصائب میں گرفتار ابھی
ہم روئے یہ سوچ کے پانی آگ بجھاتا ہے
اشکوں نے تو لیکن دل میں آگ لگائی ہے

اس بزم سخن کی کامیابی کے لئے مکرم بشیر احمد خان رفیق کے علاوہ مکرم ناظم خان غوری اور مکرم منصور بی ٹی صاحب نے نمایاں کام کیا۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

بقیہ: صہ ۳ سے آگے

معاملہ انتہائی نازک ہے۔ یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ جب تک ہم مکمل طور پر دیانت دار نہ ہوں ہمارا کوئی پروگرام صحیح طور پر کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ پاکستان کا نام اسلامی ریپبلک آف پاکستان ہے لیکن اگر ہم روزمرہ کی زندگی میں اپنے آپ کو صحیح خطوط پر نہیں رکھتے تو یقیناً ہمیں اسلام کے نام کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ چاہیے تو یہ کہ ہم قرآن مجید کی ہدایات کے مطابق ایک ایسا معاشرہ قائم کر سکیں جسے دیگر اقوام دیکھ کر رشک کر سکیں نہ کہ ایسا معاشرہ جس پر دوسرے لوگ طنز کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ ہوں۔ اور جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ اس میں خیانت ہے بددیانتی ہے اور یہ نیچے کی طرف پھسل رہا ہے۔

جہاں تک عقائد اور مذہبی اعمال کا تعلق ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ انفرادی طور پر وہ لازمی ہیں لیکن وہ موجودہ دور کے ترقی یافتہ حالات میں زندگی کو خون نہیں پہنچا سکتے۔ اسی لئے قائد اعظم نے فرمایا تھا کہ پاکستان کوئی مذہبی ریاست نہیں ہوگا جسے مُلا لوگ چلائیں۔ آپ کے خیال میں اسلام کا مطلب یہ تھا کہ انسان آپس میں برابر سمجھے جائیں انسانوں کو انصاف ملے اور ہر شخص کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے۔

ظفر چوہدری پوچھتے ہیں کیا ہم دیانت داری سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس شاہراہ پر رواں دواں ہیں جو اس شخص نے متعین کی تھی جس نے پاکستان بنایا تھا۔ (یہ مضمون سب سے پہلے روزنامہ جنگ لندن کے مئی ۳، ۱۹۹۱ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ وہاں سے ترجمہ کر کے ریویو آف ریلیجنز نے شائع کیا۔ اور اب ہم نے اس انگریزی ترجمے سے اسے آزاد ترجمے کی صورت میں اپنے قارئین کو مہیا کیا ہے۔

بقیہ صہ ۲ سے آگے

عرصے تک اخبار کی زینت رہی۔

مسٹر ٹامسن ایک نہایت مفید وجود تھے۔ لیگوس خاصا وسیع و عریض شہر ہے اور احمدیہ جماعت کے دوست مختلف حصوں میں آباد ہیں۔ مربی انچارج کے لئے یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ تمام گھروں کے متعلق روزانہ یہ واقفیت حاصل کرے کہ وہ کس حال میں ہیں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے بعض افراد مقرر کر دیئے گئے تھے کہ آپ اپنے اپنے حلقہ کی رپورٹیں مربی انچارج کو پہنچایا کریں تاکہ جہاں عیادت کی یا تعزیت کی یا کسی اور ایسے موقعہ کی مناسبت سے مربی انچارج کا جانا ضروری ہو وہ بلاتاخیر وہاں پہنچے۔ ان افراد میں سے ایک مسٹر ٹامسن تھے جو لیگوس کی بیت الاحمدیہ کے اردگرد کے علاقے کے ذمہ وار تھے۔ اور نہایت تندہی سے آپ گھروں کی خبر رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جزائے خیر عطا کرے جو کسی نہ کسی طرح مربی انچارج کی مدد پر ہمیشہ آمادہ رہتے اور کوئی موقعہ اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ نائیجیریا کے مختلف علاقوں کے دوروں میں بھی وہ نیر کے ساتھ ہوتے تھے۔

نمایاں کامیابی

عزیز کلیم احمد طاہر (ابن لئیق احمد صاحب طاہر ساؤتھ آل انگلینڈ) جو گذشتہ سال پاکستان سے ایف ایس سی کا امتحان دے کر انگلستان پہنچے تھے۔ نے ساؤتھ آل کالج میں مزید تعلیم کیلئے داخلہ لیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک سال کے تھوڑے عرصہ میں امتیازی ترقی حاصل کرنے اور اعلیٰ درجہ کی ذہانت پیش کرنے پر کالج مذکورہ کی طرف سے (باری ٹرک میموریل پرائز) — BARRY TURK MEMORIAL PRIZE سے نوازا گیا۔ عزیز کلیم احمد طاہر کو یہ میموریل پرائز ۵ ر جولائی بروز جمعہ دیا گیا۔ اور ساؤتھ آل گزٹ ۹ جولائی میں تصویر کے ساتھ مفصل خبر شائع کی گئی۔ اس خبر کا اردو ترجمہ ذیل میں درج ہے:۔

۵ ر جولائی ۱۹۹۱ء ساؤتھ آل انگلستان۔ کلیم طاہر جو جولائی ۱۹۹۰ء میں پاکستان سے انگلستان پہنچے تھے۔ انہوں نے مزید حصول تعلیم کے لئے ساؤتھ آل کالج میں داخلہ لیا تھا۔ سائنس کے مضمون فزکس میں اعلیٰ قابلیت کے اظہار کی وجہ سے ان کو BARRY TURK MEMORIAL PRIZE ۔ (باری ٹرک میموریل پرائز) کالج کی طرف سے پیش کیا گیا۔ یہ ایوارڈ ہر سال نہیں جاتا بلکہ اسی وقت دیا جاتا ہے جب کوئی طالب علم اعلیٰ درجہ کی قابلیت کا اظہار کرتا ہے۔

کلیم طاہر کو یہ ایوارڈ حاصل کرتے ہوئے اعزاز حاصل ہے کہ اس نے پاکستان سے آنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد تعلیمی میدان میں اعلیٰ قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ مسٹر کلیم طاہر اس وقت A - LEVEL کا امتحان دے چکے ہیں۔ اور پُرامید ہیں کہ ان کو الیکٹرانکس کے مضمون میں یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ مل جائے گا۔

ساؤتھ آل کالج ان کے اعلیٰ مستقبل کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہے نیز کالج ٹرک فیملی کے اس ایوارڈ کو قائم

باقی صہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا:۔ مکرم ڈاکٹر نعیم احمد صاحب بھٹی گوجرانوالہ یرقان کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم بشیر احمد صاحب نظام۔ ربوہ کا پوتا یاسر احمد عمر ۱/۲ ۱ سال شوگر کی وجہ سے بیمار ہے۔

○ مکرم شبیر حسین بھٹی صاحب قائد ضلع بہاولپور تحریر کرتے ہیں کہ ان کی اہلیہ صاحبہ کا اپریشن ۸ ستمبر ۹۱ء بروز اتوار کامیابی سے ہو گیا۔

○ عزیزہ آفتاب احمد چوہان چک نمبر ۱۵ ب د میانوالی عارضہ دردِ سینہ کی وجہ سے بیمار ہے۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اعلان نکاح:۔ مکرم نعیم احمد صاحب صدیقی ایم ایس سی ابن مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی واقف زندگی دارالصدر جنوبی ربوہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ دُرِّ زرین صاحبہ ایم اے بنت مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ دارالصدر شمالی مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر پر بیت مبارک میں ۱۲ ستمبر ۹۱ء کو مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے فرمایا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

تقریب شادی:۔ مکرم عبدالباسط خان صاحب ابن مکرم عبدالرحمن خان صاحب سابق ایجنٹ الفضل کوئٹہ (حال مقیم جرمنی) کی تقریب شادی ۲۹ اپریل ۱۹۹۱ء کو عزیزہ بشریٰ صاحبہ بنت مکرم حافظ محمد یوسف صاحب سابق انسپکٹر تحریک جدید ربوہ کے ہمراہ عمل میں آئی۔ ان کے نکاح کا اعلان مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے بعوض ۳۰ ہزار روپے حق مہر فرمایا۔ دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کوئٹہ میں کیا گیا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

ولادت:۔ مکرم عبدالشکور خان صاحب ابن مکرم عبدالرحمن خان صاحب (سابق ایجنٹ الفضل کوئٹہ) کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۹ مئی ۹۱ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور انور نے "حامد احمد" رکھا ہے۔ نومولود مکرم محمد یحییٰ خان صاحب لاہور کا نواسہ ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے مکرم انور رشید صاحب ابن ڈاکٹر رشید صاحب آف سویڈن کو ۳۱ جولائی ۹۱ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام فرمان احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم لئیق احمد صاحب ابن مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب سابق ناظر دیوان کا نواسہ ہے۔

○ مکرم منیر احمد صاحب منور مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۰ ستمبر ۹۱ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام قبل از پیدائش ہی "منصور احمد" عطا فرمایا تھا۔

○ مکرم ذوالقرنین صاحب جنجوعہ ابن مکرم محمد اسلم جنجوعہ صاحب ملتان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲ ستمبر کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔

احباب ان سب نومولودگان کی درازیٔ عمر اور خادمِ دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال:۔ مکرم حافظ محمد یوسف صاحب انسپکٹر تحریک جدید ۷ مئی ۱۹۹۱ء کو وفات پا گئے۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین لڑکے اور چار لڑکیاں شامل ہیں۔ موصوف کے بڑے صاحبزادے مکرم محمود احمد صاحب دفتر فاؤنڈیشن ربوہ میں خدمات بجا لا رہے ہیں۔

○ مکرم محمد علی خان صاحب ۲۸ اگست ۹۱ء کو کوئٹہ میں وفات پا گئے۔ انہوں نے بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب انکی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کریں۔

ختم قرآن:۔ محترمہ مبارکہ امینہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر مبشر احمد صاحب گوجرانوالہ شہر لکھتی ہیں کہ میرے بیٹے عزیزم فرخ محمود نے پانچ سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ ختم کر لیا ہے۔ احباب سے بچے کے نیک اور خادم دین بننے کے لئے اور صحت والی زندگی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۱۳۵ میں مبارک احمد ولد شیر محمد صاحب پیشہ ریٹائرڈ SP عمر ۵۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ملائیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۲-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰ M$ ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ مبارک احمد ملائیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ عبدالباسط ولد عبدالواحد ملائیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد داؤد ملائیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۱۳۶ میں غلام قادر ولد رحمت خان قوم چیمہ پیشہ ملازمت عمر ۴۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۹/۶ دارالیمن وسطی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۶-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان برقبہ ایک کنال محلہ دارالیمن وسطی ربوہ مالیتی ۱,۲۵,۰۰۰/- روپے (۲) زرعی زمین سات کنال عزیزپور ڈگری ۵۵,۰۰۰/- روپے۔ میزان ۱,۸۰,۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰۰/- درہم ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں اور مبلغ ۴۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ غلام قادر ۱۹/۶ دارالیمن وسطی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمد سعید وصیت نمبر ۱۹۹۵۶۔ گواہ شد نمبر۲۔ مرزا بشیر احمد ولد مرزا محمد دین ۱۳/۱ دارالبرکات ربوہ

بقیہ صفحہ ۶ سے آگے

کرنے پر انکا شکریہ ادا کرتا ہے۔ انہوں نے یہ ایوارڈ مسٹر بارہی ٹرک کی یاد میں قائم کیا۔ جو ساؤتھ آل کالج میں بہت معزز لیکچرر تھے۔ مسٹر بارہی ٹرک صاحب کا انتقال تین سال قبل ہوا تھا۔ لیکن ان کی اعلیٰ صلاحیتوں اور خدمات کی وجہ سے ان کو کالج میں نہایت عزت کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔

(ساؤتھ آل گزٹ جمعہ ۱۹ جولائی ۱۹۹۱ء)

(عزیزہ کلیم احمد طاہر مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب ربوہ کا نواسہ اور مکرم لئیق احمد صاحب طاہر مربی سلسلہ انگلستان کا بیٹا ہے)

کمر درد، السر، بواسیر، پتھری، رسولی، گومڑ، پراسٹیٹ اور ناک کے امراض کا بغیر اپریشن علاج

"جرمن ہومیو علاج"

دو سو سالہ ہومیو علاج کے تجربات و تحقیق کا نچوڑ بعد جدید دور کا جدید ترین علاج
جرمنی کی سیل بند ادویات پر مشتمل مؤثر اور کامیاب ترین ہے۔

عزیز ہومیو پیتھک سٹور یونیورسٹی روڈ۔ رحمان کالونی ربوہ
فون: ۴۱۴ (۰۴۵۲۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک احمدی ڈاکٹر کا اعزاز

امریکہ سے اطلاع آئی ہے کہ مکرم ڈاکٹر غلام مقتدی صاحب M.B.B.S.M.D پسر چوہدری غلام مجتبیٰ صاحب ایڈووکیٹ لاہور جو کہ نارتھ ڈیکوٹہ یونیورسٹی فارگو امریکہ میں RESIDENCY کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں نے پہلے سال میں CARDIOLOGY شعبہ میں ROLL OF HONOUR حاصل کیا ہے۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو کہ امریکہ میں پہلی دفعہ کسی پاکستانی ڈاکٹر کو دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے اب دوسرے سال میں عزیزم غلام مقتدی ہیں امریکہ کے ایک بہت ہی ماہر CANCER EXPERT ڈاکٹر KELLER جو کہ صرف ۵۳ سال کے ہیں اور CANCER کی بیماری کی جلد تشخیص میں بہت ہی ماہر سمجھے جاتے ہیں اور معمولی شواہد سے بیماری کا پتہ لگا کر علاج کر دیتے تھے۔ اچانک خود بیمار ہو گئے اور پتہ لگا کہ انہیں پیٹ کا کینسر ہے اور لاعلاج صورت اختیار کر چکا ہے باوجود اس حالت بیماری کے غلام مقتدی کی ROLL OF HONOUR کی تقریب میں اس کی حوصلہ افزائی کے لئے اپنی بیوی کی مدد سے اچانک تقریب میں پہنچ گئے اور اپنے ہاتھ سے غلام مقتدی صاحب کو میڈل دیا۔ ان کی ہر دلعزیزی اور نافع الناس وجود ہونے کے ناطے ہر آنکھ اشکبار تھی۔ ان کی صحتیابی کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعا کے لئے لکھا گیا ہے۔ احباب سے بھی التماس ہے کہ دنیا میں انسانیت کی خدمت کرنے والے اس وجود کی صحتیابی کے لئے دعا کریں اور ڈاکٹر مقتدی کو بھی دکھی انسانیت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: ص ۱ سے آگے

اللہ تعالیٰ نے ۱۴۔ اگست ۱۹۹۱ء کو دو بیٹیوں کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام "شرجیل حسین" عطا فرمایا ہے۔ احباب نومولود کی درازیٔ عمر کے لئے دعا کریں۔

بقیہ: ص ۱ سے آگے

پہنچا دیا۔ گواہی دو کہ جو خدا نے مجھے پیغام دیا تھا میں نے تم تک پہنچا دیا اور وہ لاکھوں کا مجمع بتایا جاتا ہے۔ اس سارے مجمع نے یک زبان ہو کر گواہی دی۔ آپ کو ان کی گواہی کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ آپ ان پر گواہ تھے لیکن اپنے دل کی ایک خواہش پوری کرنے کے لئے کہ خدا کے سامنے میں جواب دہ ہوں۔ میرے سامنے خدا کے یہ لاکھوں بندے گواہ ٹھہر جائیں کہ ہاں میں نے حق ادا کر دیا۔ تو اچھا منتظم خواہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی ہو۔ اس کو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت پر چلے بغیر چارہ ہی کوئی نہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ جولائی ۱۹۹۰ء)

مردانہ اولاد سے محروم ۔ بے اولاد ۔ اٹھراء ۔ سوکھا ۔ گرمی ۔ گیس کا علاج کرنیوالے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر ۔ گوجرانوالہ
پوسٹ بکس ۱۹۰

فون ۲۴۸۴۴ ، ۶۴۹۷ ، ۰۴۳۱

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں: ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیبر ڈبکس، ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
لاہور: جوہر ڈیویژن I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ
وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ، چوک قلعہ کالر والہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ، کراچی:
محمود آباد ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ، اسلام آباد: مکان نمبر ۲۰۲۹ گلی ۱۱ سیکٹر ۱۰/۲-I
نزد انڈسٹریل ایریا

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ

ملکی خبریں

○ حکومت نے ضلع راجن پور میں باون ہزار ایکڑ اراضی کی جعلی الاٹمنٹ منسوخ کر دی ہے۔ محکمہ مال کے حکام پٹواریوں اور گرداوروں سمیت متعلقہ افراد کے خلاف مقدمات درج کرنے کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

○ اسلامی جمہوری اتحاد بلوچستان کے صدر سینیٹر نصیر الدین نے کہا ہے کہ اگر آئی جے آئی کی پارلیمانی پارٹی نے مسٹر اکبر بگٹی کو وزیر اعلیٰ بنانا چاہا تو کسی کو اعتراض نہیں ہو گا انہوں نے کہا کہ سیاست ایسی چیز ہے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کس وقت کیا ہو جائے گا۔

○ وادیٔ نیلم میں بھارتی فوج کی وحشیانہ فائرنگ کا سلسلہ جاری ہے متعدد افراد کے زخمی ہونے کی خبر ملی ہے۔

○ وزیر اعلیٰ سندھ کے مشیر مسٹر عرفان اللہ مروت نے کہا ہے کہ ہم آصف زرداری کو نہیں چھوڑ سکتے انہوں نے دعویٰ کیا کہ صدر وزیر اعظم اور جام صادق الذوالفقار تنظیم کی ہٹ لسٹ پر ہیں۔

○ اے این پی سرحد کے رہنما اور صوبائی وزیر مسٹر فرید طوفان نے کہا ہے کہ جماعت اسلامی کا سیاسی جنازہ نکل چکا ہے اور افغانستان میں قیام امن کے بعد جماعت کو پھر سے قربانی کی کھالوں کا دھندہ چلانا پڑے گا۔

○ بی این پی بلوچستان نے دھمکی دی ہے کہ اگر زرعی کالج مستونگ میں قائم نہ کیا گیا تو وہ حکومت سے الگ ہو جائیں گے واضح رہے ان کا مخالف طبقہ یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ یہ کالج لورالائی/بوستان میں تعمیر کیا جائے۔

○ سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں ہنگامہ آرائی کے الزام میں ایم ایس ایف کے ۸۰ کارکن گرفتار کر لئے گئے۔ وہ اپنے ایک ساتھی سے ملاقات کرنے آئے تھے کہ جیل سپرنٹنڈنٹ سے الجھ پڑے۔

○ وفاقی کابینہ نے شجاعت کمیٹی کی پیش کردہ سفارشات کی روشنی میں آئندہ سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سپیشل برانچ پولیس سیاست دانوں کا تعاقب نہیں کرے گی بلکہ مجرموں کو پکڑنے کی طرف توجہ دے گی۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ جنرل عبدالمجید ملک کو وزیر دفاع اور سید غوث علی شاہ کو سندھ کا وزیر اعلیٰ ہونا چاہئے تھا۔

○ وفاقی وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر سرحد کے اعتراضات درست ہیں۔ ڈیم کی نہر اٹک تک جائے گی تو دریائے کابل سست ہو جائے گا۔ اور اگر سیلاب آگیا تو خیر آباد اور جہانگیرہ اس کی زد میں آجائیں گے۔

غیر ملکی خبریں

○ اقوام متحدہ کے ۴۶ ویں سالانہ اجلاس کا آغاز ہو گیا ہے سعودی عرب کے مسٹر سلیم شہابی کو اس سیشن کا صدر منتخب کیا گیا ان کے مقابلے پر پاپوا نیو گنی اور یمن کے نمائندے تھے جو شکست کھا گئے۔

○ اقوام متحدہ نے تین بالٹک ریاستوں، شمالی اور جنوبی کوریا اور بحرالکاہل کے دو جزائر سمیت سات نئے ممالک کو اقوام متحدہ میں شامل کر لیا ہے اس طرح سے اب اقوام متحدہ کے ممبران کی تعداد ۱۶۶ ہو گئی ہے۔

○ امریکہ کے صدر بش اور جرمنی کے چانسلر مسٹر کوہل نے مغربی ممالک پر زور دیا ہے کہ سوویت یونین کو اقتصادی اور غذائی امداد فوری طور پر دی جائے۔

○ مصر کے صدر حسنی مبارک نے کہا ہے کہ اگر اسرائیل نے مقبوضہ عرب علاقوں پر نئی یہودی بستیاں آباد کرنی بند نہ کیں تو علاقے میں امن قائم نہیں ہو سکے گا۔

○ امریکی وزیر خارجہ مسٹر جیمز بیکر کے اسرائیلی لیڈروں سے مذاکرات تعطل کا شکار ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ امریکی صدر کی طرف سے اسرائیل کی دس ارب ڈالر کی امداد کو روکنا ہے۔

○ جنوبی افریقہ کے متحارب سیاہ فام قبائل کے درمیان جنگ کے نتیجے میں ۱۹۸۴ء سے اب تک ۱۱ ہزار افراد ہلاک ہو چکے ہیں اس جنگ کے خلاف ایک امن جلوس کی قیادت کرتے ہوئے مشہور قوم پرست رہنما مسٹر منڈیلا کی اہلیہ نے کہا کہ یہ خونریزی بند ہونی چاہئے۔

○ یوگوسلاویہ میں کروشیا اور سربیا کے درمیان خانہ جنگی ختم کرنے کے لئے یورپی برادری کی مداخلت سے ایک اور امن سمجھوتہ ہوا ہے۔ تاہم اس تازہ سمجھوتے کے باوجود جنگ کی اطلاعات ملی ہیں۔ یہ سمجھوتہ یورپی برادری کے لارڈ کیرنگٹن کی کوششوں سے ہوا تھا۔

○ عراق کے صدر صدام حسین نے اپنی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ مغرب نوازوں کے لئے عراق میں کوئی جگہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مغرب سے لین دین یا اس کی پیروی کرنے والے میری قوم کو غلام نہیں بنا سکتے۔